

مقدسین کی آزمائشیں اور خدائی نجاتیں

خطاب نمبر: ۳۵۴۸

ایک وعظ

جو بروز جمعرات، ۲۵ جنوری ۱۹۱۷ کو شائع ہوا

سی۔ ایچ۔ سپرجن کے ذریعہ سنایا گیا

میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوننگٹن میں

بروز خداوند کے دن، ۱۱ جنوری ۱۸۷۲

"میں نے خدا کی طرف فریاد کی... تُو نے موسیٰ اور ہارون کے ہاتھ سے اپنی قوم کو ریوڑ کی مانند راہ دکھائی۔"
زبور ۷۷: ۱، ۲۰

یہ زیور خدا کے ایک فرزند کی اس حالت کو بیان کرتا ہے جب وہ گہرے رنج و غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ سخت آزمائش میں ہوتا ہے اور دل شکستہ ہو جاتا ہے، لیکن ساتھ ہی ساتھ مقدس آخرکار فتح پا لیتا ہے، اور زیور کے اختتام تک آسمان سے تمام بادل چھٹ جاتے ہیں، اور دل خداوند کی محبت کی روشنی میں خوشی مناتا ہے۔

ہر ایماندار جانتا ہے کہ مسیحی کی روحانی کیفیت بہت تغیر پذیر ہوتی ہے۔ ہم اپنے ہی اس ملک کے عجیب موسم کی مانند ہیں۔ جنوبی ہوائیں چلتی ہیں، تو سب کچھ گرم اور خوشگوار ہو جاتا ہے، لیکن چند ہی گھنٹوں میں شمالی یا مشرقی سرد تیز ہوائیں آتی ہیں، اور زمین برف یا سخت کھڑے میں ڈھک جاتی ہے۔ اور پھر شاید ایک دو دن میں ہی طوفان آ جائے۔ کچھ ایماندار ایک ہی ہفتے میں روحانی طور پر ہر قسم کے موسم سے گزرتے ہیں۔ کچھ لوگ فطرتاً حساس اور جذباتی ہوتے ہیں، اس لیے وہ جلدی پر لگاتے ہیں اور بلندیوں پر پرواز کر جاتے ہیں، لیکن جیسا کہ بلند پروازی کے بعد اکثر گہری گراوٹ آتی ہے، یہ ہی ایماندار جلد ہی ابیں بھرتے اور روتے دکھائی دیتے ہیں، اور شک میں پڑ جاتے ہیں کہ آیا وہ خدا کے لوگ ہیں بھی یا نہیں۔

اور مجھے یہ کہنا نہیں چاہیے کہ یہ محض جذباتی لوگوں کا معاملہ ہے۔ مسیحی لشکر کے بعض بلند ہمت ترین ہیروز نے بھی بہت سیاہ تجربات کا سامنا کیا ہے۔ اگر آپ مارٹن لوتھر کی زندگی پڑھیں، جنہیں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صلیب کے پرچم تلے کبھی کوئی بہادر سپاہی نہ لڑا ہوگا، تو آپ انہیں سب سے سخت روحانی آزمائشوں کا سامنا کرتے دیکھیں گے۔ وہ اپنے خدا میں مضبوط تھے، لیکن اپنے آپ میں بہت کمزور تھے۔ انہیں شدید آزمائشوں کا سامنا تھا۔ ایسی آزمائشیں جن کا سامنا شاید ہم میں سے کم ہی کسی نے کیا ہو کیونکہ ہم ان کی عظیم الجثہ شخصیت کے مالک نہیں ہیں، اور خدا ہم پر ایسی آزمائشیں نہیں آنے دیتا جو صرف ان کے لیے موزوں ہوں۔ وہ بار بار جہنم کے دروازوں کے قریب دکھائی دیتے، اور پھر ایک بار پھر، وہ ایسا لگتا جیسے اس نے آسمان کا سامنا کیا ہو اور اپنے خدا کے ساتھ مسلسل رفاقت میں جیتا ہو۔

جان بونین کی "جنت کی طرف مسافر کی پیشرفت" کی وضاحت ہمیں توقع دلاتی ہے کہ تبدیلیاں ہوں گی، کیونکہ ایک وقت آتا ہے جب ہم مسافر کو خوبصورت محل میں محفوظ پاتے ہیں۔ اس کے ارد گرد پھولوں کی خوشبو اور پرندوں کے گانے سے فضا معطر ہوتی ہے۔ دوسرے دن وہ وادیِ ذلت میں اترتا ہے۔ یہاں بھی اسے ایک یا دو لڑائیاں کرنی پڑتی ہیں، لیکن کچھ آگے جا کر وہ وادیِ سائے موت میں پہنچتا ہے، اور وہاں اسے ہر قدم کے لیے لڑنا پڑتا ہے، جب کہ اندھیرا اسے گھیرے ہوئے ہوتا ہے، اور روحوں کا دشمن اُس سے مقابلے کے لیے نکلتا ہے۔

ہم جنت تک پہنچنے کے راستے میں مسلسل اُٹھل پُٹھل کا سامنا کرتے ہیں۔ اسرائیلیوں کی طرح ہمارا راستہ کنعان تک صحرا سے گزرتا ہے، اور اگرچہ، خدا کا شکر ہو، آسمان کی کرم سے صحرا خوشی سے پھولنے اور گلاب کی مانند مہکنے لگتا ہے، پھر بھی وہاں آگ کے سانپ ہیں، اور آخرکار، یہ ایک صحرا ہی ہے۔

جو کچھ بھی خدا ہمارے لیے کرتا ہے، جب ہم اس میں ہوتے ہیں، یہ حالت اس موجودہ دنیا میں غلامی کی حالت ہے۔ "ہم جو اس جسم میں ہیں، گہرائی کرتے ہیں، بوجھ تلے دیے ہوئے ہیں"۔ ہم اُس وقت کا انتظار کرتے ہیں جب ہمارا وطن واپس لے آیا جائے، اور ہم ہمیشہ کے لیے سکون میں رہیں۔

اب اس وقت میں روحانی جنگ کی تمام تفصیل بیان کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ اگر میں اس کی وضاحت نہیں کر پاتا (اور کون کر سکتا ہے؟)، تو کم از کم میں خدا کے بعض بندوں کے روحانی تجربات کے بارے میں کچھ یقین کے ساتھ بات کر سکتا ہوں، کیونکہ میں اپنے کیے بغیر کچھ نہیں کہوں گا، اور اگر میں ایسا کرتا ہوں، تو میں کچھ یقین کے ساتھ بات کرنے کے قابل ہوں گا۔

سب سے پہلے، تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے بچے کو عظیم روحانی آزمائشوں کا سامنا ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسری بات، ہم آپ سے درخواست کریں گے کہ آپ خدا کے بچے کے طرز عمل پر غور کریں جب وہ اس حالت میں ہو—جو دنیاوی انسان سے بالکل مختلف ہے۔ اور تیسری بات، ہم ان تسلی کے ذرائع پر غور کریں گے جو مقدسین کو اس روح میں سکون پہنچاتی ہیں، اور —جو ہمیں بھی سکون پہنچائیں گے۔ سب سے پہلے

I.

خدا کے سچے بچے کو بہت گہرے ذہنی اور روحانی آزمائشوں کا سامنا ہو سکتا ہے

ایسی سطحی آزمائشیں نہیں جو انسانوں کے درمیان عام ہوں، بلکہ حقیقتاً زبردست آزمائشیں جو آسمان کے پسندیدہ بندوں کے لیے آتی ہیں، جو یسوع کے سینے پر سر رکھتے ہیں، اور جو خدا کے چنے ہوئے بندوں میں سے سب سے زیادہ خوش نصیب ہیں۔ آصف کی آزمائش کوئی معمولی نہیں تھی، یہ ایک عظیم غم تھا جو اس پر آیا۔ بعض اشعار سے ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک ذاتی بیماری تھی جس کا وہ شکار تھا، لیکن دوسرے اشعار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک گہری مصیبت تھی جو اس کے خاندان اور عزیزوں پر آئی۔ اسی نے اس کے دل کو غمگین اور روح کو بھاری کر دیا، اور یہ اتنی سنگین حالت تھی کہ وہ کہتا ہے، "میری چوٹ رات کو بہتی رہی، اور تھمی نہیں۔" وہ شکایت کرتا ہے کہ اس کی روح مغلوب ہو گئی تھی۔ پس، آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ خدا کے بچے نہیں ہیں کیونکہ جو خوشیاں آپ کے پاس تھیں، وہ چلی گئی ہیں۔

مجھے خوشی ہوتی ہے جب میں نئے مسیحیوں کے ساتھ وقت گزارتا ہوں جو اپنی پہلی خوشی سے بھرے ہوتے ہیں، اور میں دل سے دعا گو ہوں کہ وہ خوشیاں دیر تک برقرار رہیں، لیکن اسی وقت، یہ ہوش مندی ہوگی کہ انہیں بتایا جائے کہ اگر وہ خوشیاں ختم ہو جائیں، تو یہ کوئی بھی علامت نہیں کہ خدا کا محبت بھی ختم ہو گئی ہے۔ ہمیں ہمیشہ احساسات کی بنیاد پر زندگی گزارنے سے بچنا چاہیے۔ یہ موسم گرما میں خوشگوار ہوتا ہے، لیکن روح کی سردیوں میں یہ ایک برا طریقہ ہے۔

ہم ایمان سے چلتے ہیں، نہ کہ نظر سے، نہ ہی احساسات سے، کیونکہ ہم یاد رکھتے ہیں کہ ہمارے احساسات اکثر ملا جلا ہوتا ہے، اور جو ہم نے مقدس خوشی سمجھا، وہ ممکن ہے کہ کچھ جانوروں کا جوش ہو—شاید وہ خوشی نہ ہو جو خداوند کی خوشی ہے جو ہماری طاقت ہے۔ براہ کرم، براہ کرم، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی نجات کی تصدیق اپنی خوشی پر نہ کریں، کیونکہ اگر آپ ایسا کریں گے تو جب آپ کی خوشی بدل جائے یا اڑ جائے، تو آپ کو غم میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

اپنی امید کو کسی زیادہ بہتر چیز پر بنائیں جو سطحی خوشیوں سے بہتر ہو، یعنی ایمان کے مکمل کام پر، جیسے کہ غریب محصولی نے کہا، "خدا مجھ پر رحم کرے، میں گناہ گار ہوں؛ خدا مجھ پر رحم کرے، میں گناہ گار ہوں"۔ کیونکہ یہاں اور جنت کے دروازوں کے درمیان آپ کو شاید کئی بار روتے ہوئے صلیب کے راستے سے گزرنا پڑے گا، اور اگر خدا آپ سے محبت کرتا ہے تو آپ کو دوسروں سے زیادہ آزمائشوں کا سامنا ہو گا—انسانی عقل سے بالاتر آزمائشیں آپ پر آئیں گی۔ لہذا، اسے ایسا نہ سمجھیں جیسے آپ کے ساتھ کوئی عجیب بات ہو گئی ہو۔ خدا کے بعض بہترین لوگ سب سے گہری مصیبتوں سے گزر سکتے ہیں۔

اور پھر دھیان دیں، کہ یہ نہ صرف بہت گہری ہو سکتی ہے، بلکہ بہت بار بار بھی ہو سکتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آصف کے ساتھ ایسا ہی تھا۔ وہ اپنے آپ کو دن رات اپنی آزمائش میں غمگین بیان کرتا ہے۔ یہ کوئی عارضی بادل نہیں تھا، بلکہ ایک بھاری طوفان تھا جو اس کی روح پر چھایا ہوا تھا۔ چالیس دن اور راتوں تک آسمان سے بارشیں برس رہی تھیں، اور اس کی روح کو سکون نہیں آیا۔ اگر آپ کبھی اس حالت میں آجائیں، تو تعجب نہ کریں۔ میں دعا گو ہوں کہ آپ ایسا نہ ہوں، لیکن اگر آپ ہوں، تو میں کہتا ہوں، ہوشیار رہیں کہ آپ اپنے آپ کو الزام نہ دیں۔ آپ کو یاد ہے کہ کیسے مقدس ایوب کے دوستوں نے جب انہیں کھچکھچ چمچوں کے ساتھ خاکی ڈھیر پر بیٹھا دیکھا، تو انہوں نے انہیں کہا کہ وہ منافق ہیں ورنہ وہاں نہ ہوتے؟ وہ کیسے ہو سکتے ہیں جو وہ کہہ رہے تھے، اور پھر بھی وہاں ہوں؟ اب یہی وہ بات ہے جو شیطان آپ سے کہے گا۔ اگر آپ گہری آزمائشوں میں ہیں، اور آپ بھی ایک خاکی ڈھیر پر ہیں، تو وہ یہ کہے گا، اور شاید آپ کے بعض مسیحی دوست بھی یہی کہیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں، تو یہ بہت بدتمیزی اور غیر مسیحی بات ہو گی۔ سب سے برا یہ ہے کہ شاید آپ خود یہی سوچیں، لیکن اس شام کی نصیحت آپ کو اس آزمائش سے بچانے میں مدد دے۔

یہ کوئی علامت نہیں کہ خدا آپ سے محبت نہیں کرتا اگر وہ آپ کی سرزنش کرتا ہے، کیونکہ یاد رکھیں کہ یہ کوئی اور نہیں بلکہ ایک عظیم خدا کا بندہ تھا جس نے کہا، "سارے دن میں مجھے زخم دیے گئے، اور ہر صبح میں سزا دی گئی" اور وہ جو اس سے بھی بڑا تھا، یعنی آپ کا بابرکت خداوند اور آقا، "غم کا انسان" اور غم کا جاننے والا تھا۔ لہذا، اپنے روح کے لیے، یہ نہ ہونے دیں کہ آپ کے خوشی میں خدا کی محبت کا مظاہرہ کیا جائے، یا آپ کی افسردگی میں اس کا نفرت ظاہر ہو۔ اس خیال کو اپنے ذہن میں نہ آنے دیں۔

ایک خدا کا بندہ اور شاعر بھی—ایک شخص جو الہام سے لبریز تھا، اور جو دوسروں کو دل کی تسلی دے سکتا تھا، جیسا کہ اس نے ان مٹھاس سے بھرے اشعار کے ذریعے کیا جو اس نے زبور کی کتاب میں چھوڑے ہیں—پھر جب وہ یہ خوشبودار باتیں اس کے سامنے لائی گئیں، تو اس نے کہا، "انہیں دور کر دو۔"

کیا تم نے کبھی نہیں جانا، اے تم جو مسیح میں آگے بڑھے ہو—(مجھے پتا ہے کہ تم نے جانا ہے)—کہ ایک وعدے کے بارے میں یہ کہنا کیا ہوتا ہے، "نہیں، یہ بہت قیمتی ہے، مگر مجھے خوف ہے کہ اگر میں یہ سوچوں کہ 'یہ میرا ہے' تو میں اپنے آپ کو دھوکہ دوں گا۔" تم نے کلام کو اپنی روح میں بہت قیمتی پایا جب تم نے کوئی وعظ سنا، اور پھر رات کو جب تم اپنے بستر پر کروٹیں بدلتے ہو، تو تم نے کہا، "مجھے خوف ہے کہ اگر میں اس سے ساری تسلی لے لوں تو یہ صرف تکبر ہوگا۔" دراصل ساری تسلی تمہاری تھی، اور تم اسے حاصل کر سکتے تھے، اور وہ خوشبو تمہارے لیے ہی تھی، مگر تم اسے نہ لے سکے۔

اب اس میں کچھ اچھا ہے۔ ایک مقدس اضطراب ایسی چیز ہے جو لائق ہے، اور میں کبھی بھی ایمان کی مکمل یقین دہانی کو اس طرح نہیں واعظ کروں گا کہ اس مقدس اضطراب کے خلاف ایک لفظ بھی کہوں۔ میری روح اکثر کہتی ہے، "میں اس وقت تک تسلی نہیں پا سکتا جب تک یسوع مجھے تسلی نہ دے"—وہ امن دور کر دو جو بہت سے لوگوں نے کہا، اور کہا، "نہیں، کوئی امن میری روح کو کبھی نہیں آئے گا سوائے اس امن کے جو میرے آقا کا امن ہے—اس کی اپنی زبان سے، اپنے روح کے ذریعے" اور مجھے یقین ہے کہ یہ درست ہے۔ لیکن کبھی کبھار یہ اضطراب بے ایمان حد تک بڑھ جاتا ہے۔ ہم اپنے لیے ایسے امتحان قائم کر لیتے ہیں جو درست نہیں ہوتے، اور جب خدا ہمیں عذاب نہیں دیتا، تو ہم اپنے آپ کو قصوروار ٹھہراتے ہیں، اور حالانکہ ہم خدا کے قیمتی بچے ہیں، جو کہ بہتر سونا ہیں، ہم اپنے آپ کو مٹی کے برتنوں کی طرح شمار کرتے ہیں، جو کہ مٹی کے کنگار کے ہاتھوں کا کام ہیں۔

یہ بہت آسان ہے کہ جب تمہاری روح پر تاریکی کے بادل چھائے ہوں، تم اپنے آپ کے بارے میں تلخ باتیں لکھو۔ یہ اچھا آدمی نے ایسا کیا، اس نے تسلی کو رد کیا۔ جب یہ ہوتا ہے، تو یہ کچھ بھی عجیب نہیں ہے اگر وہ غم جو اس کی روح پر چھایا ہوا تھا اس کی نیند کو توڑ دے۔ دیکھو وہ کیسے کہتا ہے، "تو نے میری آنکھوں کو جاگتا رکھا۔" پلکیں—جو آنکھوں کے محافظ ہیں—انہیں اپنی جگہ پر رہنا تھا، آنکھیں کھلی رہیں، آدمی کو کوئی سکون نہ آیا۔ اور کون سکون پا سکتا ہے جب اسے یہ نہ معلوم ہو کہ وہ ایک نجات یافتہ روح ہے؟ اگر میں شک کروں کہ کیا میں خدا کا بچہ ہوں، تو کیا میں آرام سے سو سکتا ہوں؟

مجھے اکثر حیرانی ہوتی ہے کہ بعض لوگ کتنی آسانی سے اپنے شبہات اور خوف کا ذکر کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کیا تم نجات یافتہ ہو یا نہیں، اور پھر بھی سو جاتے ہو؟ شاید تم موت میں جاگو۔ خدا کے دشمن ہو، یا خوف میں ہو کہ تم ہو، اور پھر بھی آرام پا لو! میرے عزیز بھائی، میں تمہارے شبہات پر تمہیں الزام نہیں لگاؤں گا، مگر مجھے تمہیں الزام دینا ہوگا اگر تم ان "میں سے کسی بھی حالت میں آرام میں ہو، کیونکہ یہ یقیناً پہلی اہمیت کا معاملہ ہے"—کیا میں اس کا ہوں یا نہیں؟

کیا میں واقعی پیدا ہو ہوں، یا یہ سب دکھاوا ہے؟ کیا میں ایسا بننے کی کوشش کر رہا ہوں کہ زندگی گزاری جائے، جب کہ میں مر چکا ہوں، یا میں حقیقت میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں خدا نے مسیح یسوع میں نئی تخلیق بنایا ہے؟ اب جب انسان اس بات پر واقعی پریشان ہو جاتا ہے، اور یہی سوال ہو، اور وہ ڈرتا ہو کہ خدا کی رحمت اور خدا کا وعدہ اس کے لیے نہ ہو، کہ وہ خود کو ہلاکت کے لیے چھوڑ دیا جائے—جب انسان ایسی حالت میں ہو، تو وہ آرام نہیں پا سکتا، اسے اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ جب تک یہ جھگڑا ختم نہ ہو جائے، اور یہ مسئلہ حل نہ ہو جائے، وہ اپنے پاؤں کی تلوے تک سکون نہیں پا سکتا۔

اس کے علاوہ، ایسی حالتوں میں، کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ اچھا آدمی اپنے غم کو کسی دوسرے سے نہیں بتا پاتا۔ یہاں بھی ایسا ہے، "میں اتنا پریشان ہوں کہ میں بات نہیں کر سکتا"—دوسروں کو نہیں بتا سکتا—اتنا بڑا غم کہ وہ اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ وہ اسے مخلص کے قدموں میں دھیمی آواز میں سرگوشی کر سکتا ہے، "میرے آقا، اپنے بندے پر رحم فرما" لیکن وہ آ کر دوسروں کو نہیں بتا سکتا کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ کوئی اور اس سے گزر چکا ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ اس کا راستہ اتنا انوکھا اور اتنا قابل توجہ ہو گا کہ اگر وہ اسے بیان کرے گا، تو اس کے بھائی اسے نظر انداز کر دیں گے۔ اس کے علاوہ، شاید اس نے کچھ لوگوں سے اس کا ذکر کرنا شروع کیا ہو، اور انہوں نے اسے اتنی سختی سے جواب دیا ہو کہ وہ بالکل ہی ان سے دور ہو گیا ہو۔

بہت سی موٹی گائیں ہیں جو خدا کے ریوڑ کے پتلے جانوروں کو سینگوں اور کندھوں سے دھکیلتی ہیں، اور یہ برے ہیں، یہ برے ہیں جب ہم ایسا کرتے ہیں۔ جو شخص روح میں غمگین اور پست ہو، وہ اکثر ایک برے بھیڑ کے بچے کی طرح ہوتا ہے، جسے آرام کرنے والے لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ وہ پورے جماعت میں سب سے اچھا آدمی ہو سکتا ہے، اور پھر بھی اگر وہ اپنی تجربات کو بیان کرے، تو وہ اسے سب سے برا سمجھیں گے۔ وہ پورے کلیسیا میں سب سے بہتر ہو سکتا ہے، اور پھر بھی کبھی کبھار اس کی روح کی اتنی گہری پریشانی ہو سکتی ہے کہ اگر وہ اپنے تجربات بیان کرے، تو بہت سے لوگ جو اس کے ساتھ پل بھر بھی موازنہ نہیں کر سکتے، اسے مکمل طور پر دور کر دیں گے۔ اس کے اندر ایک غم ہے جسے وہ بیان نہیں کر سکتا۔

اور اب ایک اور نقطہ آتا ہے، اور یہ شاید اس افسردگی کا بدترین پہلو ہے جس سے یہ خدا کا بندہ گزر سکتا ہے، یعنی وہ جو چیز اسے تسلی دینی چاہیے، وہ اس کے بڑے غم کا باعث بن جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے، "میں نے خدا کو یاد کیا، اور میں پریشان ہو گیا۔" کیوں؟ بھائیو، خدا کے بارے میں ہمارے خیالات ہمارے لیے تسکین دینے والے ہوتے ہیں، انہیں ہمیشہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ جیسے اچھا کھانا جسم کو طاقت دیتا ہے (صرف جب جسم بیمار ہو، تو وہ اچھا کھانا فساد میں بدل جاتا ہے)، اسی طرح خدا کے خیالات ہمیشہ ہماری روح کو خوشی دینی چاہیے، اور میں خوش ہوں کہ یہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہماری مسافرت میں ہمیں ایسا کوئی گانا نہیں ملتا جو خدا کے بارے میں سوچنے سے زیادہ خوشی دے، جو ہمارے والد ہیں، نجات دہندہ ہیں، اور برکت والے روح میں بسنے والے ہیں۔

لیکن جب روح بیمار ہو، اور ایک مقدس روح بھی اس طرح بیمار ہو سکتی ہے، تو خدا کے خیالات بھی پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں۔ دیکھو یہ کیسے ہوتا ہے۔ تم سوچو گے، "وہ بہت راستباز ہے، میں اس کی نظر میں کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں؟" لیکن وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔ ہاں، اور وہ کتنی رحمت سے مجھے نواز چکا ہے، اور میں نے اس رحمت کا کیا بدلہ دیا؟ وہ محبت کرنے والا ہے، آہ! اور بہت محبت کرنے والا ہے۔ کیسے توقع کر سکتا ہوں کہ میں اس محبت کا ذائقہ چکھوں گا جب میں نے اس محبت کے بدلے میں اتنی کم واپسی کی؟ اور ہر خدا کی خصوصیت اس وقت تمہارے خلاف سیاہ محسوس ہو گی۔ اس کی وفاداری—تم محسوس کرو گے۔ "آہ! اگر وہ اپنے وعدے میں وفادار ہے، تو مجھے اس وعدے میں کیا حصہ ملے گا؟ آخر کار یہ محض میرا دھوکہ ہے کہ میرا نام اس کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجھے اس کے منتخبوں میں حصہ ملے؟"

جبکہ، جب روح صحیح حالت میں ہو، تو خدا کی ہر خصوصیت خوشی دینے والی ہوتی ہے، جب وہ اندھیرے میں آ جاتی ہے، اور صلیب کے قدموں سے دور چلی جاتی ہے—جب وہ گناہگار کے آہ و فغان سے اور گناہگار کے نجات دہندہ کے سامنے صرف اور اکیلے دیکھنے سے دور ہو جاتی ہے، تو خدا کی ہر خصوصیت اس کی روح پر بادلوں کی طرح گرجتی اور بجلی کی طرح چمکتی ہوئی محسوس ہو گی۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔

میں نے کھڑا ہو کر طوفان کو اپنی سر کے اوپر پرواز کرتے دیکھا، بادل بادل پر، اور سیاہ تر اور سیاہ تر ہوتے گئے، اور میری روح کو کچلا اور مکمل طور پر ٹوٹا ہوا پایا، یہاں تک کہ کوئی امید باقی نہ رہی۔ پھر میں نے بادلوں کے درمیان ایک شگاف دیکھا، اور وہاں ایک اکیلا ستارہ چمک رہا تھا، بیت لحم کا ستارہ، اور اوپر دیکھتے ہوئے، میری روح کے نیچے سب کچھ پرسکون ہو گیا، حتیٰ کہ سمندر پر بھی۔ بالکل اسی وقت طوفان اس ستارے کو دیکھ کر رک گیا، اور وہاں مجھے خدا کی محبت دکھائی دی، سب سے زیادہ گناہگاروں کے لیے، گناہگاروں کے چھوٹے لیے، اور تسلیم ہو کر ایک چھوٹے بچے کی طرح، عاجزی سے، سادگی سے، اور اکیلا، وہ جو آقا نے درخت پر گناہگاروں کے لیے کیا، اس پر خوشی اور امن واپس آ گیا۔

لیکن بہت سے خدا کے بچوں نے یہ جانا ہے کہ ہر امید تباہ ہو جاتی ہے اور تمام تجربہ ختم ہو جاتا ہے، اور تمام فضل خشک ہو جاتا ہے—یعنی، بظاہر ایسا ہوتا ہے، کیونکہ یہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا—کیونکہ آخر کار، شاید ہم اس سے زیادہ دولت مند کبھی نہیں ہوتے جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم سب سے غریب ہیں، کبھی اتنے بہتر کیڑے نہیں پہنتے جب ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے آپ میں ننگے ہیں، کبھی اتنے خدا کے قریب نہیں ہوتے جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ اگر خدا کا فضل مداخلت نہ کرے، تو ہم جہنم کے قریب ہیں۔

اس طرح میں نے تمہیں صرف ایک مختصر خاکہ دیا ہے ذہنی اور روحانی آزمائشوں کا جن سے کبھی کبھی آسمان کے وارث کو گزرنا پڑتا ہے۔ اب، دوسرا

II

خدا کے بچے کی حالت جب وہ روحانی افسردگی میں مبتلا ہو جاتا ہے؟

خوب! میں تمہیں بتاؤں گا کہ وہ شخص کیا کرتا ہے جب وہ خدا کا بچہ نہیں ہوتا۔ وہ، پلے ایبل کی طرح، روتا ہے، "جب میں پہلی بار اس سے باہر نکلوں گا، اگر میں اپنے گھر کے قریب ترین طرف سے نکلوں، تو تم ملک کا بہادر حصہ اپنے لیے لے لینا، کیونکہ میں اس کی کیچڑ والی کھائی میں پھنسنے نہیں چاہتا۔" کوئی بھی کتا میرے پیچھے چل سکتا ہے اگر میں اسے کھانا دوں، لیکن صرف میرا اپنا کتا میرے پیچھے چلے گا اگر میں اسے ماروں۔ اور کوئی بھی شخص مسیحی بن جائے گا، یا خود کو مسیحی ظاہر کرے گا، جب تک کہ یہ سب خوشی، چاندی کے جوتے اور چمکدار راستوں پر ہو، لیکن وہ شخص جو واقعی خدا سے محبت کرتا ہے، جو کہتا ہے، "دن بھر مجھے دکھ دیا گیا اور ہر صبح مجھے تنبیہ کی گئی"—وہی خدا کا بندہ کہہ سکتا ہے، "اگرچہ وہ مجھے مارے، پھر بھی میں اس پر بھروسہ کروں گا—اگر وہ میری تسلی چھین لے، اور میرے پاس کوئی خوشی نہ ہو سوائے اس کے، پھر بھی میں اس کا دامن پکڑے رہوں گا۔"

اب آصف نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ بہت سے لوگ کرتے ہیں کہ دنیاوی لذتوں میں اپنا دکھ کم کرنے کے لیے جا کر بیٹھ گئے ہوں۔ وہ نہیں کہا، "چلیں، چلیں، میں اب اپنی مذہبی حالت میں پہلے جیسا خوش نہیں ہوں—میں کسی تھیٹر میں جاؤں گا یا خوش مزاج ساتھی تلاش کروں گا، یا کاروبار میں لگ کر اپنے خیالات کو دباتا ہوں گا۔" نہیں، نہیں۔ وہ بالکل جیسے وہ بچہ جو اپنے والدین سے سزا پا کر (اگر وہ ویسا ہو جیسا اسے ہونا چاہیے) صرف اسی والدین سے لیٹ کر تسلی پاتا ہے جو اسے سزا دیتے ہیں، اور محبت بھری، معاف کرنے والی بوسہ کی خواہش کرتا ہے، اسی طرح خدا کے بجے جو سزا سے گزرے ہیں، وہ جتنا زیادہ دکھ سہنے ہیں، اتنا ہی زیادہ خدا سے لیٹتے ہیں۔ تو آصف کا پہلا کام یہ تھا کہ وہ دعا کرنے لگا۔ "میں نے اپنی آواز کے ساتھ خدا سے پکارا، ہاں، خدا سے اپنی آواز کے ساتھ پکارا۔"

آہ! دعا کی میٹھی تسلی! کیا کچھ دل ٹوٹ کر نہ چلے جاتے اگر ہم دعا نہ کر سکتے! یہ وہ میٹھا راستہ ہے جو ہمیں ہمارے خمیر شدہ غموں کا اظہار کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ہماری روحیں جلد سکون پاتی ہیں جب ہم دعا کر سکتے ہیں۔ اُنیسے دعا کریں۔ "تمہارے دل غمگین نہ ہوں۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو؛ مجھ پر بھی ایمان رکھو۔" تم دیکھو، وہ اسے دو بار کہتا ہے، "میں نے اپنی آواز کے ساتھ خدا سے پکارا—ہاں، خدا سے اپنی آواز کے ساتھ پکارا۔" اس نے دعا کی طرف رجوع کیا۔

اس کے بعد اس نے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ وہ تفکر کی طرف مائل ہوا۔ "میں نے خدا کو یاد کیا۔" (پانچویں آیت) "میں نے پُرانے دنوں کو یاد کیا، قدیم زمانوں کے سالوں کو۔" (چھٹی آیت) "میں نے رات میں اپنی گیت کو یاد کیا۔ میں نے اپنے دل سے بات کی، اور میری روح نے دھیان سے تلاش کی۔" وہ تفکر کرنے لگا—زیادہ تر، اپنے خدا کے بارے میں تفکر کرنے لگا—یہ سوچنے لگا کہ خدا نے دوسرے مقدسوں کے ساتھ کیا کیا تھا—اپنی سابقہ خوشیوں اور مددوں پر غور کرنے لگا جب وہ مشکلات میں تھا، اور ان میٹھی گیتوں پر غور کرنے لگا جو اس نے اُس وقت گائیں تھیں جب وہ خود مشکلات سے گزرا تھا۔ اب یہ تسلی پانے کا ایک میٹھا طریقہ تھا۔

کیا خدا مجھے سزا دیتا ہے؟ تو پھر میں اس دن کو یاد کروں گا جب اس نے مجھے پیار سے گلے لگایا۔ کیا میں مشکل میں ہوں، اور کیا اس نے مجھے اس میں ڈالا ہے؟ تو پھر میں ان اوقات کو یاد کروں گا جب میں پچھلے مشکلات میں تھا، اور وہ مجھے ان سے نکالتا تھا۔ وہ میری چھ مشکلات میں میرے ساتھ تھا، کیا وہ مجھے ساتویں میں چھوڑ دے گا؟ میں پانیوں سے گزر چکا ہوں —وہ میرے ساتھ تھا، کیا وہ مجھے اب چھوڑ دے گا جب کہ اس نے مجھے اتنی دور تک پہنچا دیا؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اتنی محبت بھرے عرصے کے بعد، وہ اب اپنے بجے کو چھوڑ دے گا؟ یہ بات قوت پکڑتی ہے۔

بوڑھے عیسائی، تم ساتھ یا ستر سال کے ہو۔ تم توقع کرتے ہو کہ تم مزید دس سال زندہ رہو گے، اور خدا نے تمہیں ستر سال تک محفوظ رکھا ہے، کیا تم اسے مزید دس سال کے لیے بھروسہ نہیں کر سکتے؟ اتنی مہربانی کے بعد، کیا وہ اب رکے گا؟ آہ! یہ اچھا ہے کہ ان چیزوں کو دہرا کر یاد کیا جائے، اور پھر یاد کیا جائے کہ جب، گزرے ہوئے برسوں میں، تم وہی حالت میں تھے جو اب تمہاری ہے، اور تم نے تمام وقت گانا گایا۔

یہ کیسا! اے عزیز، تو نے ایک محبوب کو کھویا، پر خداوند نے تجھے سنبھالا۔ کیا اب تو گرنے کو ہے؟ کیا وہ وقت نہ تھا جب تو نے مسیح کے لئے مردِ مردانہ کھڑے ہونے کا عزم کیا تھا؟ کیا تو نے اس کے نام کی خاطر سب کچھ کھونے کا خطرہ نہ اٹھایا تھا؟ اور اب کیا اپنے ہتھیار ڈالنے کو ہے؟ تو اُس جہاز ران کی مانند ہے جو ساری دنیا کا سفر کر چکا ہو، اور جب اپنے گھر کے قریب دریا میں پہنچے تو ہوا چلنے لگے اور وہ کہے، "کیا میں ساری دنیا کا سفر کر آیا اور اب اس نہر میں ڈوب جاؤں؟" ابرگرز نہیں

پس میں تجھ سے کہتا ہوں، کیا تو نے ان سب مصیبتوں اور آزمائشوں کو پار کر لیا اور اب ضائع ہونے کو ہے؟ اپنی رات کی سرود کو یاد کر اور دوبارہ گانے لگا! نیا گیت تیرے لبوں پر ہو۔ ایک نے جو موسیقی سے محبت رکھتا تھا، کہا، "خداوند! تجھ کو جلال ہو اُس سب فضل کے لئے جس کا میں نے اب تک مزہ نہ چکھا!" اگر تو اُس فضل کے بارے میں نہ گا سکتا جسے تو اس وقت چکھ رہا ہے، تو اُس جلال کی زمین کے بارے میں سوچ جہاں پہنچ کر تو ہمیشہ کے لئے خوشی منائے گا۔ تسلی پکڑ، کہ مراقبہ تجھے دلاسہ دے گا۔

پھر، یہ دعا کرنے والا بندہ، دعا اور غور و فکر کے بعد، خود جانچنے میں مشغول ہوا۔ "میں نے اپنے دل میں گفتگو کی، اور اپنی روح میں تحقیق کی۔" اے خداوند، تو مجھ سے کیوں جھگڑتا ہے؟ اگر تو مجھے تنبیہ کر رہا ہے تو مجھے بتا کہ کیوں؟ اگر میں نے تیرے چہرے کا نور کھو دیا ہے تو تو مجھ سے کیوں چھپتا ہے؟ کون سا گناہ ہے جس پر تو مجھے ملامت کر رہا ہے؟ کون سا فضل ہے جسے تو مجھ میں مضبوط کرنا چاہتا ہے؟ کون سا بُت ہے جسے تو مجھ سے دور کرنا چاہتا ہے؟ کون سا فرض ہے جسے میں نے چھوڑ رکھا ہے جس کی طرف تو مجھے متوجہ کر رہا ہے؟ میں اپنے دل میں گفتگو کرتا ہوں، اور اپنے اندر دیکھتا ہوں کہ کیا میری پریشانی کا سبب وہاں موجود ہے، اور اپنے آسمانی باپ کی طرف نظر اٹھا کر کہتا ہوں، "اے خداوند، تو مجھے کیوں چھوڑ دیتا ہے؟ تو نے مجھے کیوں ترک کیا؟" پھر میں اپنی جان سے کہتا ہوں، "اے میری جان، تو کیوں گری ہوئی ہے؟ تو اندر ہی اندر بے چین کیوں ہے؟"

اوہ! کوئی کہے گا، ”میں اپنی جانچ پڑتال کی زیادہ پرواہ نہیں کرتا۔“ جان لے کہ میں تیرے دین کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنی تجارت کے حسابات کو دیکھنے سے گریز کرتے ہیں، اور جب کوئی شخص اپنی کاروباری حالت جاننا نہ چاہے، تو ہم آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کا حال کیا ہے۔ اور جب کوئی آدمی اپنی خود جانچ کرنے سے خوف کھاتا ہے، جب وہ دل کو ٹٹولنے والی منادی یا خدا کی آزمائش سے بھاگتا ہے، تو سمجھ لے کہ اُس کے اندر کچھ نہ کچھ کھوٹ ضرور ہے۔ خدا ہمیں اس بات سے بچائے کہ ہم اپنی حالت کی سب سے بری حقیقت کو جاننے سے انکار کریں! بلکہ ہمیں ہمیشہ اُس سے آگاہ رہنے کی آرزو رکھنی چاہیے، بجائے اس کے کہ جھوٹی تسلی میں رہیں۔ پس اگر ہم تسلی پانا چاہتے ہیں تو اُو خود جانچنے میں مشغول ہوں۔

پھر، اس پریشانی میں، خدا کے بندے نے مقدس حجتوں اور پاکیزہ دلیلوں کا سہارا لیا۔ وہ پوچھتا ہے، ”کیا خداوند ہمیشہ کے لئے ترک کر دے گا؟“ وہ اپنے فرزند کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کر سکتا ہے، مگر کیا وہ اسے ہمیشہ کے لئے بھول جائے گا؟ کیا وہ کبھی بھی اپنے محبوبوں کو رد کر سکتا ہے؟ ”کیا وہ پھر مہربان نہ ہوگا؟“ اُس نے فرمایا، ”میں نے تھوڑی دیر کے لئے تجھے ترک کیا،“ لیکن کیا وہ اس تھوڑی دیر کو ہمیشہ کے لئے بنا دے گا؟ میں جانتا ہوں کہ وہ بعض اوقات اپنے لوگوں کی دعا کو نظر انداز کرتا ہے، پر کیا وہ ہمیشہ کے لئے دعا سننے سے انکار کرے گا؟ کیا اُس کا رحم ہمیشہ کے لئے جاتا رہا؟

اوہ! یہ کتنا عجیب سوال ہے، ”کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ خدا نے رحم کرنا چھوڑ دیا؟“ کیا اُس کا نام ہی محبت نہیں؟ یہی اُس کی فطرت ہے۔ وہ رحمت کرنے میں خوشی پاتا ہے، اور کیا یہ ممکن ہے کہ اُس نے اپنی رحمت کو ختم کر دیا ہو؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ ”کیا اُس کا وعدہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا؟“ کیا یہ ممکن ہے کہ خدا اپنے کلام کو پورا نہ کرے؟ میں جانتا ہوں کہ بعض اوقات وہ دیر کر سکتا ہے، مگر کیا اُس کا وعدہ ٹوٹ سکتا ہے، اور ہمیشہ کے لئے؟ پھر وہ پوچھتا ہے، ”کیا خدا نے مہربان ہونا بھلا دیا؟“ کیا وہ اپنے فضل کو بھول گیا؟ وہ ہمیشہ سے اپنے طالبوں پر مہربان رہا ہے، کیا وہ اسے بھلا سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے؟ ”کیا اُس نے اپنے قہر میں اپنی شفقت کو بند کر دیا؟“ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

اوہ! اے عزیز، اگر ہم بعض اوقات اپنے آپ کو یوں سکھائیں اور اپنی بے ایمانی سے باز پرس کریں، تو روح القدس ہمیں تسلی بخشے گا۔ ”کیا عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول سکتی ہے کہ وہ اپنے رحم کے فرزند پر رحم نہ کرے؟ ہاں، وہ شاید بھول جائے، پر میں تجھے ہرگز نہ بھولوں گا۔“ ”میں تجھے کبھی نہ چھوڑوں گا اور نہ تجھ سے دستبردار ہوں گا۔“ ”جو خداوند پر توکل کرتے ہیں کسی نیک چیز کے محتاج نہ ہوں گے۔“ ”مت ڈر، کیونکہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ گھبرا مت، کیونکہ میں تیرا خدا ہوں۔ میں تجھے زور بخشوں گا، ہاں، میں تیری مدد کروں گا، ہاں، میں اپنی صداقت کے دہنے ہاتھ سے تجھے سنبھالوں گا۔“ کیا یہ سب کچھ بے معنی ہے؟ کیا یہ وعدے، اور اُن گنت اور بھی، محض الفاظ ہیں اور بھوسے کے برابر؟

اوہ، اے شریک بے ایمانی! صیون کی کنواری بیٹی نے اپنا سر ہلا کر تجھ پر ہنسی کی ہے، کیونکہ تیرے پاس کھڑے ہونے کو کوئی زمین نہیں، اپنی صفائی پیش کرنے کو کوئی دلیل نہیں۔ دور ہو جا، تو جھوٹ ہے، تو جہنم کی اولاد ہے! دور ہو جا، مجھے اپنے خدا پر ایمان رکھنا ہے۔ میں اُس کے بازوؤں میں گر پڑوں گا، میں اُس کی ابدی وفاداری پر پھر بھروسہ کروں گا۔ کیا وہ خدا ہے، اور کیا اُس کی محبت نجات دینے سے تھک سکتی ہے؟ وہ انسان نہیں کہ جھوٹ بولے، نہ آدم زاد کہ پچھتائے۔ کیا اُس نے فرمایا اور کیا وہ پورا نہ کرے گا؟ ہاں، وہ پورا کرے گا، اور اُس کا کلام آخری نقطے اور آخری شوشے تک پورا ہوگا، اور اُس کے وعدے مسیح یسوع میں ہاں اور آمین ہیں، جو ہمارے ذریعے خدا کے جلال کے لئے ہیں۔ خدا ہمیں فضل بخشے کہ ہم بے ایمانی کے خلاف یوں جنگ کریں۔

—اور اب، تیسرے حصے میں، جیسا کہ ہم نے اُس شخص کی حالت کو دیکھا اور یہ کہ وہ کیا کرتا ہے، آئیے اب غور کریں

سب سے پہلے، مشاہدہ کریں کہ آزمائش میں مبتلا ایماندار، بلکہ کسی بھی ایماندار کے لئے، سب سے بڑی تسلی کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے۔ اُس کے تمام سوالات خدا کے متعلق تھے: ”میں خدا باپ کے دہنے ہاتھ کے سالوں کو یاد کروں گا۔ میں خداوند کے کاموں کو یاد کروں گا۔ میں تیرے قدیم عجائبات کو یاد کروں گا۔ میں تیرے تمام کاموں پر غور و فکر کروں گا اور تیری قدرت کے کاموں کی باتیں کروں گا۔“ اگر تُو اپنے کاموں پر غور کرے گا، تو تجھے اُن میں زیادہ تسلی نہ ملے گی، اور اگر تُو اپنی کوششوں پر بات کرے گا، تو گویا اپنے لئے تلخ مشروب تیار کر رہا ہے۔

لیکن جب جان خدا کی طرف دیکھتی ہے، اُس کی رحمت، اُس کے فضل، اور مسیح یسوع، جو مجسم خدا ہے، پر غور کرتی ہے، اور مسیح کے پورے کئے ہوئے کام، اُس کی راستبازی پر دھیان دیتی ہے—تب جان کو تسلی ملتی ہے۔ افسردگی کے وقت جو کچھ بھی ہمارے اندر نظر آتا ہے، وہ محض انسانیت ہے۔ ہمیں اُس کی طرف دیکھنا ہے جس میں ہماری امید ہے۔ میں اپنی آنکھیں کسی اور چیز کی طرف نہ اٹھاؤں گا۔ ”میری مدد کہاں سے آئے گی؟ میری مدد خداوند کی طرف سے ہے، جو آسمان اور زمین کا خالق ہے۔“ اے خدا کے فرزند، اپنے ذہن کو اُس کے علم اور جلال سے بھر لے۔ خداوند یسوع کو جاننے کی کوشش کر۔ اُس کے علم میں ترقی کی دعا کر، تاکہ جب مشکلات کا وقت آئے، تو تیرے پاس پہلے سے ایک خزانہ موجود ہو—تسلی کے بڑے بڑے اسباب جو تیری روح کے لئے باعث آرام ہوں گے۔

یہاں آپ کا ترجمہ بائبل کے مقدس اور شاعرانہ اسلوب میں پیش کیا گیا ہے:

لیکن کیا تم دیکھتے ہو کہ کس طرح وہ خدا کے کاموں اور اُس کی قدرت پر غور کرتا ہے؟
"تو وہی خدا ہے جو عجائب دکھاتا ہے، تو نے قوموں میں اپنی قدرت ظاہر کی۔"
اے خداوند، تو میری مدد کر سکتا ہے! میرا معاملہ سخت ہے، لیکن تو قادر ہے۔ تو میری دستگیری کرنے پر قادر ہے۔
ہاں، یہی تسلی پانے کا طریقہ ہے—خدا کی قدرت کو پہچاننا، جو کہ اُن دیکھی اور بے پایاں ہے۔

زبور نویس خاص طور پر ایک بات پر دھیان دیتا ہے، اور وہ ہے فدیہ:
"تو نے اپنی قدرت سے اپنے لوگوں کو چھڑایا، یعقوب اور یوسف کے فرزندوں کو فدیہ دے کر آزاد کیا۔"
جب اور کہیں کوئی روشنی نہ ہو تو کلوری کے مقام پر روشنی ہے۔ وہاں نظر کر—فسح کے بڑے کی طرف دیکھ،
اور اُس خون کی طرف جس کے وسیلے سے خدا نے اپنے لوگوں کو مصر سے نکالا۔

کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ مسیح نے تجھے اپنے خون سے خریدا تاکہ تو بلاکت میں پڑا رہے؟
کیا تو اُس مخلصی پر ایمان رکھتا ہے جو درحقیقت مخلصی نہیں دیتی؟
کیا تیرا کوئی ایسا نجات دہندہ ہے جو اُنہیں بچانے آیا ہو جنہیں وہ کبھی نہ بچائے گا؟
اگر تو ایسے مخلصی دینے والے پر یقین رکھتا ہے تو مجھے تیری شکوک و شبہات پر حیرت نہیں،
لیکن اگر تو اُس قادر مطلق خدا پر بھروسا رکھتا ہے،
جس کے ہاتھ میں خداوند کی مرضی کامیاب ہوگی،
اور جو اپنے روحانی فرزندوں کو دیکھ کر اپنی جان کے دکھ میں شادمان ہوگا،
تو پھر، اُس پر تکیہ کر جس کا ہاتھ تیرے لیے کیلوں سے چھدا گیا
اور تو خوشی، اطمینان اور تسلی کا حقدار ہوگا۔

زبور کا آخر آتے ہی آصاف اپنی عادت کے مطابق بحر قُلزم کی طرف دھیان دیتا ہے:
اور وہاں کے واقعات کو تسلی کا سبب بناتا ہے
وہاں خدا کے لوگ غلام تھے، قید میں تھے، مگر اُس نے انہیں رہائی دی۔
اپس وہ تجھے بھی نکالے گا
"اے فرعون بڑا زبردست تھا، اُس نے کہا: "میں خداوند کو نہیں جانتا، اور میں اسرائیل کو جانے نہ دوں گا
لیکن خدا باپ فرعون سے بھی زیادہ زبردست تھا، اور وہ تیرے دشمنوں پر بھی غالب آئے گا۔

پھر وہ نکلے، اور بحر قُلزم اُن کے سامنے حائل تھا—وہ اُسے کیسے پار کرتے؟
"اے خدا، پانیوں نے تجھے دیکھا، پانیوں نے تجھے دیکھا اور وہ تھرا تھرا گئے"
تو بھی بہت سے مسائل اور گناہوں میں گھرا ہوا ہے، مگر وہ خدا باپ کے حضور بھاگ جائیں گے۔

پھر وہ بیابان میں آئے، مگر وہاں کیسے بسر کرتے؟
تب خداوند نے اُن کے لیے صبح کو من بھیجا اور انہیں مسلسل پانی پلایا۔
اُن کے کپڑے کہنے نہ ہوئے، اور اُن کے پاؤں میں سوجن نہ آئی۔
اُن کے پاس کوئی رہنما نہ تھا جو انہیں راستہ دکھاتا، مگر بادل کا ستون اُن کے آگے چلتا
اور وہ کبھی راستے سے نہ ہٹے، کیونکہ وہ ستون انہیں ہر دم راہ دکھاتا تھا۔

اب تیرا حال بھی اُنہی کے جیسا ہے
اور تو بھی وہی برکات پائے گا۔
پس دل شکستہ نہ ہو، خداوند میں خوش رہ اور آگے بڑھ
اُس نے اپنے لوگوں کو گلہ کی مانند چلایا
"اور موسیٰ اور ہارون کے ہاتھ سے اُن کی رہنمائی کی۔

اور وہ وعدہ کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے، اور آخرکار وہاں پہنچے۔
اور اگر تو مسیح کے خون پر تکیہ کرتا ہے اور اُس کے ابدی فضل پر بھروسا رکھتا ہے
تو وہ بھی تجھے تیرے مقدر کی منزل پر ضرور پہنچائے گا
اور آخری دنوں میں تو اپنے وارثی حصے میں کھڑا ہوگا۔

اپس ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دو، اور خوش رہو

لیکن وہ لوگ جو مسیح کے بغیر ہیں، اُن کے لیے مصیبت کے دنوں میں کوئی تسلی نہیں۔
 اے بے ایمان، تُو بے تسلی جیے گا، بے تسلی مرے گا
 اور ابد تک بے تسلی میں رہے گا۔

"پس پلٹ آ! پلٹ آ، پلٹ آ! کیوں ہلاک ہوگا؟
 خداوند تجھے توفیق بخشے کہ تُو دیکھ لے
 کہ فقط مسیح ہی میں مدد اور نجات ہے۔
 ابھی اُسے اپنا سہارا بنا
 اور وہ ہمیشہ کے لیے تیرا تسلی دینے والا ہوگا۔

!آمین، آمین

یہاں آپ کا ترجمہ بائبل کے مقدس اور شاعرانہ اسلوب میں پیش کیا گیا ہے

تفسیر از سی۔ ایچ۔ سپرجین
 اعمال 26:1-28

مقدس نوشتوں میں تین بار پالوس کے ایمان میں تبدیل ہونے کا مفصل حال درج ہے۔
 یہ ایک نہایت عظیم اور قابل ذکر واقعہ تھا، کیونکہ ابتدائی مسیحی تاریخ میں اس سے زیادہ اثر رکھنے والا
 کوئی اور شخص نہیں تھا۔ لیکن میرا یقین ہے کہ روح القدس نے اس واقعے کو بار بار دہرا کر
 اس کی اہمیت پر زور دیا ہے، تاکہ ہم اس سے مکمل تعلیم حاصل کریں اور خوب دھیان دیں۔

:آیات 1-3

"تب اگر پیاس نے پالوس سے کہا، "تجھے اجازت ہے کہ تُو اپنے حق میں کہے۔
 پس پالوس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے حق میں جواب دیا: "اے بادشاہ اگر پیاس، میں اپنے آپ کو مبارک جانتا ہوں
 ،کہ آج تیرے حضور ان سب باتوں کا جواب دوں گا جن کا یہودی مجھ پر الزام لگاتے ہیں
 بالخصوص اس لیے کہ تُو یہودیوں کے سب رسم و رواج اور مسائل میں ماہر ہے۔
 "پس میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ صبر کے ساتھ میری سن۔

!دیکھو، کس ادب اور نرمی کے ساتھ وہ بادشاہ سے مخاطب ہوتا ہے
 پالوس دلیر تھا، مگر اُس کی گفتگو میں حکمت اور حسن تدبیر نمایاں تھی۔
 یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہمیں ہر انسان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے
 ،اور بلاوجہ کسی کو ناراض کرنے کا سبب نہیں بننا چاہیے۔ صلیب میں خود ہی کافی ٹھوکر ہے
 ہمیں اُس کو بیان کرتے وقت مزید اشتعال نہیں دلانا چاہیے۔

:آیات 4-7

،میری زندگی کی روش ابتدا ہی سے میرے لوگوں کے درمیان یروشلیم میں رہی"
 اور سب یہودی مجھے جانتے ہیں۔ اگر وہ گواہی دیں، تو وہ جانتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے دین
 کی سب سے سخت جماعت یعنی فریسیوں میں رہا۔ اور اب میں خدا کے اُس وعدہ کی امید پر
 ،کہڑا ہوں اور عدالت میں ہوں، جو اُس نے ہمارے باپ دادا سے کیا تھا
 جس وعدہ کی امید میں ہمارے بارہ قبیلے، رات دن خدا کی عبادت کرتے ہیں۔
 "اے بادشاہ اگر پیاس! اسی امید کی وجہ سے یہودی مجھ پر الزام لگاتے ہیں۔

،فریسی قیامت کے عقیدے کو مضبوطی سے مانتے تھے
 ،اور پالوس اکثر اسی حقیقت پر زور دیتا تھا
 ،کیونکہ اب وہ خود بھی اُس قیامت کی سچائی کا گواہ تھا
 اگرچہ وہ اب فریسی نہ رہا تھا۔

آیات 8-11:

تم کو کیوں تعجب ہو کہ خدا مُردوں کو چلا سکتا ہے؟" میں خود بھی یہ سمجھتا تھا کہ مجھے یسوع ناصری کے نام کی مخالفت میں بہت کچھ کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں نے یروشلم میں یہی کیا، اور بہت سے مقدسوں کو قید میں ڈالا، کیونکہ سردار کابنوں سے مجھے اختیار ملا تھا اور جب وہ قتل کیے گئے، تو میں نے بھی اُن کے خلاف رائے دی۔ اور میں اکثر ہر عبادت خانہ میں انہیں سزائیں دیتا، اور انہیں کفر بکنے پر مجبور کرتا "اور میں اُن کے خلاف ایسا غضبناک ہوا کہ انہیں بیرونی شہروں تک جا کر ستایا۔

پالوس اپنے عقائد میں شدید تھا۔ وہ جو کچھ صحیح سمجھتا تھا، اُس پر عمل کیے بغیر نہیں رہتا تھا۔ اُس نے مسیحیوں کو ایک فتنہ انگیز گروہ جانا اور اس لیے اُن کا پیچھا کیا تاکہ انہیں نیست و نابود کر دے۔ وہ یسوع ناصری کے نام کو دھوکہ سمجھتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اُس نے پوری کوشش کی کہ اُس کے پیروکاروں کی طاقت کو کچل دے۔

اعمال 12:26-28

آیات 12-14:

پس جب میں سردار کابنوں کے اختیار اور فرمان کے ساتھ دمشق کو جا رہا تھا، اے بادشاہ، دوپہر کے وقت راہ میں میں نے آسمان سے ایک نور دیکھا جو سورج کی روشنی سے بھی زیادہ درخشاں تھا، اور میرے گرد اور میرے ساتھ چلنے والوں کے گرد چمک رہا تھا۔ اور جب ہم سب زمین پر گر گئے، تو میں نے ایک آواز سنی جو مجھ سے عبرانی زبان میں کہہ رہی تھی شاول، شاول، تُو مجھے کیوں ستاتا ہے؟" تیرے لیے انگلیوں پر لات مارنا مشکل ہے۔

"یہ نہیں کہا گیا کہ "یہ میرے لیے سخت ہے، بلکہ "یہ تیرے لیے سخت ہے، گویا کہ ہمارا خداوند، اگرچہ جانتا تھا کہ وہ ستایا جا رہا ہے اپنی الہی بے غرضی میں اپنے زخموں کو بھول کر، صرف شاول کے نقصان کے بارے میں فکر مند تھا، جو ایک بیل کی مانند، گوبد کے خلاف لات مار کر اپنے آپ کو زخمی کر رہا تھا۔

آیات 15-28:

"تب میں نے کہا، 'اے خداوند، تُو کون ہے؟' اور اُس نے کہا، 'میں یسوع ہوں، جسے تُو ستاتا ہے۔ مگر اٹھ، اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو، کیونکہ میں نے تجھے اسی مقصد کے لیے ظاہر کیا ہے، کہ تجھے خادم اور گواہ بناؤں، ان باتوں کا بھی جو تُو نے دیکھی ہیں،

اور ان کا بھی جن میں میں تجھ پر ظاہر ہوں گا۔
 اور میں تجھے لوگوں اور غیر قوموں سے چھڑاؤں گا
 ،جن کی طرف اب میں تجھے بھیجتا ہوں
 ،تاکہ تُو اُن کی آنکھیں کھولے
 ،اور اُنہیں تاریکی سے نور کی طرف پھیرے
 ،اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف لائے
 ،تاکہ وہ گناہوں کی معافی حاصل کریں
 اور اُن کے ساتھ میراث پائیں
 ""جو مجھ پر ایمان لانے سے مقدس کیے گئے ہیں۔

،بس، اے بادشاہ اگریپاس"
 ،میں آسمانی رویا کا نافرمان نہ رہا
 ،بلکہ پہلے دمشق میں، پھر یروشلم میں
 اور یہودیہ کے تمام علاقہ میں
 ،اور غیر قوموں میں یہ منادی کی
 ،کہ وہ توبہ کریں، خدا کی طرف رجوع لائیں
 اور توبہ کے لائق اعمال کریں۔
 ،اسی سبب سے یہودیوں نے مجھے ہیکل میں پکڑ لیا
 اور مجھے قتل کرنا چاہا۔
 مگر خدا باپ کی مدد پانے کے باعث
 ،میں آج تک قائم ہوں
 ،چھوٹے بڑے، سب کے سامنے گواہی دیتا ہوں
 اور وہی کہتا ہوں
 ،جو نبیوں اور موسیٰ نے کہا تھا کہ ہونے والا ہے
 ،یعنی کہ مسیح دکھ اٹھائے
 ،اور وہ سب سے پہلے مُردوں میں سے جی اٹھے
 ""تاکہ لوگوں اور غیر قوموں کے لیے نور ظاہر کرے۔

،جب پالوس اپنے حق میں یوں کہہ رہا تھا"
 ،تو فسٹس نے بلند آواز سے کہا
 !پالوس، تُو دیوانہ ہے'
 "تیری زیادہ تعلیم تجھے دیوانہ کر رہی ہے۔
 ،مگر اُس نے کہا
 ،اے معزز فسٹس، میں دیوانہ نہیں ہوں'
 بلکہ سچائی اور ہوش مندی کی باتیں کہتا ہوں۔
 ،کیونکہ بادشاہ ان باتوں سے واقف ہے
 ،اور میں اُس کے سامنے دلیری سے کہہ رہا ہوں
 کیونکہ مجھ کو یقین ہے
 ،کہ یہ باتیں اُس سے پوشیدہ نہیں
 کیونکہ یہ کوئی کونے میں ہونے والی چیز نہیں تھی۔
 ،اے بادشاہ اگریپاس
 کیا تُو نبیوں کا یقین رکھتا ہے؟
 ""مجھے معلوم ہے کہ تُو یقین رکھتا ہے۔

،تب اگریپاس نے پالوس سے کہا"
 !"تُو تھوڑی ہی باتوں میں مجھے مسیحی بنانے پر قائل کر رہا ہے"